

ہجرتِ مدینہ کی سیرت نگاری میں عربی شاعری سے استشہاد: تجزیاتی جائزہ

The Use of Arabic Poetry in the Historiography of the Hijrah to Madinah: An Analytical Study

1. **Dr. Humera Naz**

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Minhaj University, Lahore, Pakistan.

Email: humeranaz73@gmail.com

2. **Dr. Razia Yasmin**

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Minhaj University, Lahore, Pakistan.

Email: raziayasmin299@gmail.com

3. **Umm e Habiba**

PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Minhaj University, Lahore, Pakistan.

Email: habibaismail786@gmail.com

Abstract

Arabic poetry from the pre-Islamic (Jāhiliyyah) and early Islamic periods constitutes a significant source in the study of the Prophet Muhammad's (ﷺ) biography (Sīrah). Several classical biographers incorporated such poetry into their works to support and elucidate various dimensions of the Sīrah, employing it as both a literary and evidentiary tool. While the majority of Sīrah literature is composed in prose, a considerable number of texts also include poetic elements that reflect the historical, cultural, and emotional context of the time. Notable works such as Sīrat Ibn Hishām—a refined version of Sīrat Ibn Ishāq—along with its well-known commentary Al-Rawḍ al-Unuf, al-Wāqidī's Kitāb al-Maghāzī, Ṭabaqāt Ibn Sa'd, and Ansāb al-Ashrāf, exemplify this integrative approach by incorporating Arabic poetry to provide deeper insight into the events and themes of the Prophet's life. This paper focuses on the role of Arabic poetry as a historical and cultural source in documenting the Prophet's migration (Hijrah) to Madinah. It offers a critical analysis of selected poetic excerpts cited in classical Sīrah works, highlighting their value in verifying historical events and portraying the socio-cultural atmosphere of the time. Through this examination, the study aims to underscore the importance of poetic tradition in the historiography of the Sīrah and its relevance in constructing a nuanced understanding of early Islamic history.

Keywords: Hijrat, al Seerah al Nabawiyya, Historical, Poetry, Wāqidī

حضرت ابن اسحاق کی روایت کے مطابق مبعوث ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ سال مکہ مکرمہ میں تیرہ برس مقیم رہے کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی رہی۔ پھر آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم دے دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام نے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران مختلف صعوبتوں اور تکالیف کا سامنا کیا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کے اذن سے کچھ مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے اور وہاں سکون کی زندگی

بسر کرنے لگے تو یہ بھی قریش کو پسند نہ آیا اور انہوں نے مہاجرین حبشہ کو واپس اپنے ملک لانے کی ہر ممکن کوشش کی تاکہ دوبارہ سے انہیں اذیتوں میں مبتلا کر سکیں۔ بیعت عقبہ اولیٰ اور ثانیہ میں جب انصار کو مشرف باسلام ہونے کی سعادت نصیب ہوئی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کی دعوت دی اور آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری اٹھانے کا عہد کیا۔

ابن اسحاق کے مطابق جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو جہاد کا اذن دے دیا اور خوش قسمت انصار نے اسلام اور نصرت پر بیعت کر لی تو مظلوم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی انصار کے ہاں پناہ لینا چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے اور اپنے انصاری بھائیوں کے پاس رہنے کی اجازت دے دی۔ اور حضور اکرم ﷺ خود مکہ معظمہ میں ہی اقامت گزریں رہے اور اذن الہی کے منتظر رہے۔¹

مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے والے اولین مہاجرین

ابن اسحاق نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے والے اولین مہاجرین کا ذکر کیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

1- بنو مخزوم میں سب سے پہلے حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم نے ہجرت کی۔ ان کا نام عبد اللہ تھا۔ انہوں نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ پھر مکہ معظمہ واپس آگئے۔ جب قریش نے ان پر ظلم و ستم کیے تو مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ ابن اسحاق نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ سے روایت نقل کی ہے جن کے مطابق بنو عبد الاسد (ابو سلمہ کا قبیلہ) اور بنو مغیرہ (حضرت ام سلمہ کا قبیلہ) نے ہجرت کے وقت حضرت ابو سلمہ، حضرت ام سلمہ اور ان کے بیٹے سلمہ کے مابین جدائی ڈال دی۔ حضرت ابو سلمہ نے اکیلے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ بعد ازاں حضرت ام سلمہ نے اپنے بیٹے کے ساتھ عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کی معیت میں مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔⁽²⁾

حضرت ابو سلمہ کی ہجرت کے بعد حضرت عامر بن ربیعہ، جو بنو عدی بن کعب کے حلیف تھے، ان کی زوجہ محترمہ حضرت لیلیٰ بنت ابی خثیمہ بن غانم بن عبد اللہ نے ہجرت کی۔⁽³⁾

حضرت عبد اللہ بن جحش اور ابو احمد بن جحش کی مدینہ کی طرف ہجرت:

حضرت ابو احمد رضی اللہ عنہ کا نام "عبد" تھا۔ تمامہ بھی نام بتایا گیا ہے۔ لیکن پہلا قول درست ہے۔ فارعہ بنت ابوسفیان ان کی زوجیت میں تھیں۔ اسی لیے ابوسفیان نے ان کے گھر کو فروخت کرنے کی راہ تلاش کر لی کیونکہ ان کی نور نظر ان کے گھر میں تھیں۔ حضرت ابو احمد نے

(1) ابن ہشام، السیرة النبویة، حققها و ضبطها و شرحها و وضع فہارسہا: مصطفى السقا، ابراہیم الانباری، عبد الحفیظ شلبی، بیروت۔ لبنان: دار احیاء التراث، ج 2، ص 112

(2) ایضاً، ص 113-112

(3) السیرة النبویة، ج 2، ص 114

اپنی محترمہ بہن حضرت ام المومنین زینب کی وفات کے بعد حضرت عمر کی خلافت میں وفات پائی۔⁽⁴⁾ ابن اسحاق نے ان کا نام مدینہ کی طرف سب سے پہلے ہجرت کرنے والوں میں ذکر کیا ہے۔

حضرت ابو احمد بن جحش الاسدی بہت عمدہ شاعر تھے۔ آپ نعمتِ بصارت سے محروم تھے، لیکن وجدان و بصیرت کی اعلیٰ منزل پر فائز تھے۔ آپ کا قلب نور مصطفیٰ سے روشن تھا۔ نابینا ہونے کے باوجود آپ نے شان رسالت میں پر اثر نعتیہ اشعار رقم کئے۔ آپ ام المومنین حضرت زینب کے بھائی تھے۔ یہ قربت و نسبت آپ کی شناخت اور حضور پر جان نثاری کا سبب تھی۔ آپ سابقین و اولین میں سے ہیں۔ آپ نے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

علاء البلاذری نے ابو احمد کے ہجرت مدینہ کے متعلق یہ اشعار نقل کیے ہیں:

فلو حلفت بين الصفا أم أحمد ومروتها يوما لثرت يمينها

اگر صفا اور مروہ کے درمیان ام احمد قسم کھالے تو وہ اپنی قسم کو سچ کر دکھائے گی

لنحن الألى كنا بها ثم لم نزل بمكة حتى عاد غنا سمينها

ہم ہی وہ لوگ ہیں جو وہاں (مکہ) میں موجود تھے اور وہیں رہے، یہاں تک کہ کمزور بھی طاقتور ہو گئے۔

بہا خیمت غنم بن دودان وابتنت ومنها غدت غنم فحفف قطينها

وہاں قبیلہ غنم بن دودان نے اپنے خیمے گاڑے اور گھر بسائے پھر وہیں سے وہ چلے، اور ان کے قافلے ہلکے (کم تعداد

والے) ہو گئے۔

إلى الله تغدو بين مثنى وواحد ودين رسول الله بالحق دينها⁵

وہ اللہ کی طرف جھکتے ہیں، کبھی دو دو، کبھی اکیلے اکیلے اور اللہ کے رسول کا دین۔ وہی ان کا سچا دین ہے۔

ابن ہشام نے ابو احمد بن جحش کا درج بالا قصیدہ کے علاوہ قصیدہ بائیس کے پندرہ اشعار نقل کئے ہیں جن میں انہوں نے اپنی ہجرت کا تذکرہ کیا ہے، چند اشعار ملاحظہ ہوں:

لما رأنتني أم أحمد غادياً بذمة من أخشى بغيب وأرهب

جب ام احمد نے مجھے دیکھا کہ میں اس ذات کے بھروسے پر عازم سفر ہو رہا ہوں جس سے میں بن دیکھے ڈرتا ہوں اور

لرزہ بر اندام رہتا ہوں۔

تقول فيما كنت لا بد فاعلا فيمم بنا البلدان ولتنا يثرب

اس نے کہا اگر تم نے سفر پر روانہ ہونا ہی ہے تو ہمیں یثرب کے علاوہ کسی دوسرے شہر میں لے چلو۔

فقلت لها: بل يثرب اليوم وجهنا وما يشا الرحمن فالعبد يركب

(4) الروض الانف، ج 2، ص 14

(5) البلاذری، احمد بن یحییٰ بن جابر، الامام، انساب الاشراف، حققه و قدمه: سهيل ذكات، رياض زرکلی، دار الفكر، بیروت: لبنان، الطبعة الاولى 1996م، ج 1، ص 316

میں نے اس سے کہا نہیں آج ہمارا رخ یثرب کی طرف ہی ہو گا۔ درحقیقت بندہ وہی فعل سرانجام دیتا ہے جو رحمن رب چاہتا ہے۔

إلى الله وجهي والرسول ومن يقم إلى الله يومًا وجهه لا يخيب
آج میرے سفر کا مقصد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کی ذات ہے جو کسی دن اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کر لیتا ہے وہ کبھی خسارہ میں نہیں ہوتا۔

فكم قد تركنا من حميم مناصح وناصحة تبكي بدمع وتندب⁽⁶⁾
ہم نے کتنے ہی ایسے مرد و خواتین کو چھوڑا ہے جو نصیحت کرنے میں انتہائی مخلص تھے ان کے آنسو رواں ہوئے تھے اور آہ و نغال کر رہے تھے۔

علامہ البلاذری نے بھی کچھ فرق سے درج بالا اشعار نقل کیے ہیں جبکہ درج ذیل شعر اضافی نقل کیا ہے:

وكم من عدو قد تركنا وءاءنا مجدّ مباد للعداوة مجلب⁷

اور کتنے ہی دشمن ہم پیچھے چھوڑ آئے جو دشمنی کو بار بار تازہ کرنے والے اور دوبارہ دشمنی کو کھینچ لانے والے تھے

ابوسفیان کا بنو جحش بن رباب کے گھر پر قبضہ:

جب بنو جحش بن رباب اپنے گھر سے ہجرت کر گئے تو ابوسفیان نے ان کے گھر پر قبضہ کر لیا اور اسے عمرو بن علقمہ⁸ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ جب بنو جحش کو ابوسفیان کی کارستانی کا علم ہوا تو حضرت عبد اللہ بن جحش نے یہ بات بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا! "کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس گھر کے بدلے جنت میں اس سے بہتر گھر عطا فرمائے"۔ انہوں نے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ! راضی ہوں" آپ ﷺ نے فرمایا! "اس کے بدلے تجھے جنت میں گھر ملے گا"۔ جب حضور ﷺ نے مکہ فتح کیا تو ابو احمد نے آپ ﷺ سے اس گھر کے متعلق پوچھا۔ حضور ﷺ نے جواب ارشاد فرمانے میں تاخیر کی۔ صحابہ کرام نے ابو احمد سے کہا "اے ابو احمد! حضور ﷺ ناپسند فرما رہے ہیں کہ تم ان اشیاء کو واپس لو جنہیں تم اللہ کی رضا کے لئے چھوڑ چکے ہو۔

یہ سن کر حضور ﷺ نے ابو احمد سے مزید بات نہ کی اور ابوسفیان سے فرمایا:

أبلغ أبا سفيان عن أمر عواقبه ندامه

ابوسفیان کو اس معاملہ کے متعلق پیغام پہنچا دو جس کا انجام ندامت ہے۔

دار ابن عمك بعثها تقضي بها عنك الغرامه

اس سے کہو تو نے اپنے چچا زاد کا گھر بیچ دیا ہے اور اس سے اپنا قرضہ اتار لیا ہے

وحليفكم بالله رب الناس مجتهد القسامه

(6) السيرة النبوية، ج 2، ص 116-117

() انساب الاشراف، ج 1، ص (3167)

() اس کا تعلق بنو عامر بن لوی سے تھا⁸

اور تمہارا حلیف، لوگوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ کی قسم! صلح کی کوشش کرتا ہے۔
اذھب بہا ، اذھب بہا طوقتها طوق الحمامہ
تو اسے لے جا، تو اسے لے جا۔ اسے تیرے گلے میں کبوتر کے حلقہ گردن کی طرح طوق بنایا جائے گا۔⁽⁹⁾
علامہ بلاذری نے بھی درج بالا اشعار اسی طرح نقل کئے ہیں۔¹⁰
علامہ واقدی نے ابواحمد کے یہ اشعار یوں نقل کیے ہیں جو کہ عمرو بن عثمان الحنسی نے بیان کیے:
أَقَطَّعْتُ عَقْدَكَ بَيْنَنَا وَالْحَادِثَاتُ إِلَى نَدَامَةٍ
کیا تم نے ہمارے درمیان اپنا معاہدہ توڑ دیا؟ حالانکہ حادثات ہمیشہ ندامت کی طرف لے جاتے ہیں۔
أَلَا ذَكَرْتَ لَيْلِيَّ الِ عَشْرِ الَّتِي فِيهَا الْقِيَامَةُ
کاش تم ان دس راتوں کو یاد کرتے جن میں عبادت و قیام (نماز و ریاضت) ہوا کرتے تھے۔
عَقْدِي وَعَقْدُكَ قَائِمٌ لَا عَوْقَ فِيهِ وَلَا أَثَامَةَ
میرا اور تمہارا معاہدہ تو قائم تھا اس میں کوئی رکاوٹ یا گناہ نہ تھا۔
ذَا رَأَيْتَ بَعَثَا تَشْرِي بِهَا عَنْكَ الْغَرَامَةَ
تم نے اپنے چچا زاد بھائی کا گھر بیچ دیا کہ اس کے بدلے میں اپنی ذمہ داری یا جرمانہ ادا کر سکو۔
أَذْهَبَ بِهَا أَذْهَبَ بِهَا طَوْقَتَهَا طَوَّقَ الْحَمَامَةَ
لے جاؤ اسے، لے جاؤ... تم نے اسے ایسے گلے میں ڈال لیا ہے جیسے کبوتر کا ہار ہو۔
وَلَقَدْ جَرَيْتَ إِلَى الْعُقُوقِ وَأَسْوَأَ الْخُلُقِ الرَّعَامَةَ
یقیناً تم نے نافرمانی کی طرف دوڑ لگادی ہے... اور بدترین خصلت، یعنی ذلت و خواری، اختیار کر لی ہے۔
قَدْ كُنْتُ أَوْيَ فِي ذُرَى فِيهِ الْمَقَامَةُ وَالسَّلَامَةُ
میں تو ایک ایسی پناہ میں تھا جہاں قیام بھی تھا اور سلامتی بھی۔
مَا كَانَ عَقْدُكَ مِثْلَ عَقِ دَابْنِ عَمْرٍو لِابْنِ مَامَةَ¹¹

⁽⁹⁾ السيرة النبوية، ج 2، ص 145

(انساب الاشراف، ج 1، ص 316-317)

⁽¹¹⁾ الواقدي، محمد بن عمر، كتاب المغازي، مقدمة التحقيق، ط الثالثة، بيروت: دار الاعلمي، 1989 (بتحقيق الدكتور مارسدن

جونس)، ج 2، ص 841

تمہارا معاہدہ ویسا نہ تھا جیسا کہ ابن عمر کا معاہدہ ابن مہ کے ساتھ تھا۔
 علاہ بلاذری نے اس موقع کے ابو احمد کے یہ اشعار بھی نقل کئے ہیں:
 ابي أمية كيف أظلم فيكم وأنا أبنكم وحليفكم في العسر
 اے بنی امیہ! میں تم میں کیسے ظلم کر سکتا ہوں جب کہ میں تمہارا بیٹا ہوں اور تنگی میں تمہارا حلیف بھی۔
 ولقد دعاني غيركم فأبيته وأجبتكم لنوائب الدهر¹²
 بے شک دوسروں نے بھی مجھے بلایا، مگر میں نے انکار کر دیا اور تمہیں (مشکل وقتوں میں) لبیک کہا اور ساتھ دیا
 علاہ بلاذری نے ایک انصاری خاتون کے دو اشعار بھی بیان کئے ہیں:
 لا هم إنَّ الخير خير الآخرة فاعفر اللهم للأنصار والمهاجرة
 اے اللہ! اصل بھلائی تو آخرت کی بھلائی ہے، پس اے اللہ! انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔
 وعافهم من حر نار ساعرة فإنها لكافر وكافره¹³
 اور انہیں دہکتی ہوئی آگ کی تپش سے بچالے، کیونکہ وہ آگ کافروں (مرد و عورت) کے لیے ہے

حضرت عمرؓ، حضرت عیاشؓ بن ابی ربیعہ اور حضرت ہشامؓ بن عاص کی مدینہ کی طرف ہجرت:
 عیاش بن ابی ربیعہ کا نام عمرو، لقب ذوالرمین، ابن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم قرظی مخزومی، حضرت خالد بن ولید کے چچا زاد بھائی
 ، سابقین اولین سے تعلق رکھتے ہیں اور دو ہجرتیں کیں۔¹⁴
 ابن حبان کا قول ہے کہ ہشام بن عاص کی کنیت ابو العاص تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی کنیت ابو مطیع رکھ دی۔ ابن سعد کا قول ہے:
 ان کی والدہ ام حرمہ بنت ہشام بن مغیرہ ہیں۔¹⁵ ابن اسحاق نے مختلف طرق سے حضرت عمرؓ کی مدینہ کی طرف ہجرت کے متعلق روایت
 نقل کی ہے جس کے مطابق حضرت عمرؓ، حضرت عیاشؓ اور حضرت ہشامؓ نے اکٹھے ہجرت کے ارادہ کیا تو "سرف" کے اوپر بنو غنفر کے اضاة
 کے قریب کانٹے دار درختوں کے پاس ملنے کا عہد کیا اور طے کیا کہ اگر کوئی صبح تک اس مقام تک نہ پہنچ سکا تو سمجھ لیا جائے گا کہ اسے روک

انساب الاشراف، ج ۱، ص (۳۱۶) ۱۲

- ایضاً، ص ۳۱۷

14 (العسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی، الامام الحافظ، الاصابة فی تمییز الصحابة، تحقیق: خیری سعید، القاہرہ مصر: المکتبۃ

التوفیقیة، (س ن)، ج 4، ص 618

() ایضاً، ج ۶، ص ۴۸۱۵

دیا گیا ہے۔ باقی دونوں ساتھیوں کو سفر پر روانہ ہو جانا چاہیے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عیاشؓ "تناضب" کے پاس اکٹھے ہوئے۔ ان کے ساتھ حضرت ہشام نے بھی روانہ ہونا تھا لیکن انہیں روک دیا گیا اور فتنہ و آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا۔ علامہ سہیلی نے "التناضب" کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ تنضب کی جمع ہے یہ درختوں کی ایک قسم ہے، گرگٹ اس سے محبت کرتے ہیں۔ دلیل کے طور پر کسی شاعر کا شعر نقل کرتے ہیں:

إني أتيح له حرباء تنضبة لا يرسل الساق إلا ممسكا ساقا

میں نے اس کے مقدر میں "تنضب" کی گرگٹ کو کر دیا ہے جو ایک شاخ کو نہیں چھوڑتا مگر دوسری شاخ کو پکڑ کر۔

علامہ سہیلی کے مطابق اس کے دھویں کا تذکرہ ابو حنیفہ نے "نباتات" میں کیا ہے۔ علقمہ کہتا ہے:

وهل أشهدن خيلا كأن غبارها بأسفل علكد دواخن تنضب

کیا انہوں نے گھوڑوں کو دیکھا تھا جن کا گرد و غبار "علکد" کے نیچے تنضب کے دھویں کی طرح تھا۔⁽¹⁶⁾

حضرت عیاشؓ بن ربیعہ کی ہجرت کے بعد مکہ معظمہ واپسی:

ابھی حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں ہی جلوہ افروز تھے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عیاشؓ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے تھے۔ ابو جہل بن ہشام اور حارث بن ہشام جو کہ حضرت عیاشؓ کے چچا زاد تھے، نے حضرت عیاشؓ کو یہ کہہ کر مکہ معظمہ واپس جانے پر آمادہ کر لیا کہ تمہاری ماں نے یہ نذرمانی ہے کہ وہ اپنے سر کو کنگھی بھی نہ کرے گی حتیٰ کہ تجھے دیکھ لے۔ وہ سورج کی دھوپ میں ہی بیٹھی رہے گی حتیٰ کہ تجھے دیکھ لے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عیاشؓ کو ان کے ساتھ جانے سے منع کیا لیکن وہ چلے گئے تاکہ اپنا مال واپس لاسکیں۔ راستے میں ہی ابو جہل نے دھوکے سے انہیں قید کر لیا۔ اور مکہ معظمہ پہنچ کر آزمائش میں مبتلا کر دیا۔⁽¹⁷⁾

ولید بن ولید کا حضرت عیاشؓ اور حضرت ہشامؓ کو مکہ سے رہا کروانا:

ابن ہشام نے بیان کیا کہ حضرت عیاشؓ بن ربیعہ اور حضرت ہشام بن عاص کو اہل مکہ نے قید کر کے جب مشقت میں ڈالا تو حضور ﷺ کی خواہش پر حضرت ولید بن ولید ان دونوں کو مکہ سے رہا کروا کر لے آئے۔ یہ خالد بن ولید کے بھائی تھے۔ بدر میں مشرکین کے ساتھ تھے۔ قیدی بنے، ان کے بھائیوں ہشام اور خالد نے ان کا فدیہ دیا تھا، ہشام ان کا گابھائی تھا۔ جب ان کا فدیہ دیا گیا تو اسلام قبول کر لیا۔¹⁸

ولید بن ولید کو راستے میں ٹھوکر لگی جس سے حضرت ولیدؓ کی انگلی زخمی ہو گئی تو انہوں نے کہا:

هل أنت إلا أصبع دميت وفي سبيل الله ما لقيت

تو صرف ایک انگلی ہے جو خون ریز ہے، راہ خدا میں یہ تکلیف کچھ بھی نہیں جو تجھے پہنچی ہے۔

(16) السہیلی، ابو القاسم، عبد الرحمن بن عبد اللہ بن احمد، الروض الانف، ملتان پاکستان: عبد التواب اکیڈمی، س ن، ج 1، ص

پھر وہ دونوں کو لے کر مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔⁽¹⁹⁾

حضور نبی اکرم ﷺ کی مدینہ کی طرف ہجرت:

ابن اسحاقؒ نے رسول پاک ﷺ کو ہجرت سے روکنے کے لئے دارالندوہ میں قریش کی مشاورت کا ذکر کیا ہے۔ ابو جہل کی رائے کے مطابق طے پایا کہ ہر قبیلے سے ایک ایک نو عمر، مضبوط اور حسب و نسب والا نوجوان لیا جائے اور وہ سب مل کر یکبارگی آپ ﷺ پر حملہ کر کے (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کو شہید کر دیں۔

حضرت جبرئیل نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ آج کی رات آپ ﷺ کے بستر پر حضرت علیؓ استراحت فرمائیں اور آپ ﷺ رات میں مکہ سے روانہ ہو جائیں۔ حضور ﷺ کا شانہ اقدس سے باہر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کی بصارت چھین لی، آپ ﷺ ان کے سروں میں خاک پھینکتے ہوئے ان کے سامنے سے نکل گئے اور آپ ﷺ سورۃ یسین کی پہلی نو آیات تلاوت فرما رہے تھے۔⁽²⁰⁾

حضرت ابو بکرؓ کو صحبت ملنے کا اعزاز:

ابن ہشام نے ہجرت مدینہ کے بیان میں حضرت ابو بکرؓ کا واقعہ بیان کیا ہے۔ جب انہیں رسول اللہ ﷺ نے ہجرت مدینہ میں اپنی صحبت کی سعادت کی خوشخبری سنائی تو فرط مسرت سے حضرت ابو بکرؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: قسم بخدا! اس سے قبل مجھے معلوم نہ تھا کہ کوئی فرح و شادمانی سے بھی گریہ بار ہو سکتا ہے۔ حتیٰ کہ اس دن میں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو مسرت و خوشی سے روتے ہوئے دیکھا۔⁽²¹⁾

علامہ سیہلی نے فرط مسرت سے آنکھوں میں آنسو آ جانے پر کچھ شعراء کے کلام سے استشہاد کیا ہے۔ ابو طیب کا شعر ملاحظہ ہو:

فلا تنكرن لها صرعة فممن فرح النفس ما يقتل (22)

اس کی اس حالت کا انکار نہ کر کبھی کبھی شدت مسرت سے بھی ہلاک ہو جاتا ہے۔

ام معبد کے خیمہ میں قیام سے متعلق جن کے اشعار:

اہل مدینہ کو ہجرت مدینہ کے تین دن بعد حضور ﷺ کے مدینہ طیبہ پہنچنے کی خبر سب سے پہلے ایک جن نے دی۔

جب رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر غار ثور میں پناہ گزیں تھے اور اہل مکہ کو ان دونوں کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ ابن اسحاقؒ نے حضرت اسماءؓ سے روایت بیان کی ہے، وہ فرماتی ہیں: تین راتیں گزر گئیں، ہمیں معلوم نہ تھا کہ حضور ﷺ کس سمت تشریف لے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک دن ایک جن مکہ مکرمہ کے نشیبی علاقہ میں آیا۔ اس نے کچھ اشعار اہل عرب کے لہجے میں گنگنائے

(19) السيرة النبوية، ج 2، ص 120

(20) السيرة النبوية، ج 2، ص 127

(21) ایضاً، ص 129

(22) الروض الانف، ج 2، ص 3

- لوگ اس کے پیچھے چل دیئے، وہ اس کی آواز سن رہے تھے لیکن اسے دیکھ نہیں رہے تھے۔ وہ مکہ معظمہ کے بلند علاقے میں پہنچ گیا۔ ابن ہشام نے تین اشعار نقل کئے ہیں، اشعار ملاحظہ ہوں:

جزى الله رب الناس خيرا جزائه رفيقين حلا خيمتي أم معبد
الله تعالى جو لوگوں کا پروردگار ہے وہ ان دو ساتھیوں کو بہترین جزاء دے جنہوں نے ام معبد کے خیمہ میں نزول
اجلال فرمایا ہے۔

هما نزلا بالبر ثم ترّوحا فأفلق من أمسى رفيق محمد
انہوں نے وہاں ہدایت کے ساتھ قیام فرمایا ہے پھر وہ روانہ ہو گئے جو بھی محمد ﷺ کا ساتھی بن گیا وہ کامیاب ہو گیا۔
ليهن بني كعب مكان فتاتهم ومقعدا للمؤمنين بمرصد
بنو كعب کو مبارک ہو کہ ان کی خواتین کی نشست و برخاست کے مؤمنین پناہ گاہ ہیں۔⁽²³⁾
ابن اشیر نے "ہما نزلا" والا شعر کچھ فرق سے بیان کیا۔²⁴

جبکہ علامہ الطبری نے یہ شعریوں بیان کیا:

هما نزلاها بالهدى واغتدوا به فأفلق من أمسى رفيق محمد²⁵
انساب الاشراف میں یہ تین شعر اسی طرح بیان کئے گئے ہیں۔ البتہ جن کی بجائے انہوں نے کسی شاعر کے شعر کہا
ہے۔²⁶

ابو القاسم الاصبهانی نے بھی کچھ فرق سے آٹھ اشعار نقل کئے ہیں۔²⁷

علامہ سہیلی نے ام معبد کی داستان میں جن کے درج ذیل مزید چار اشعار بھی بیان کئے ہیں:

فيال قصي ما زوى الله عنكم به من فعال لا تجازي وسودد
اے قصی کی اولاد! اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں سے ان نیک کاموں کے سبب ایسی سرداری کو دور نہیں کیا، جس کا بدل
نہیں ہے۔

سلوا أحتكم عن شانها وإنائها فإنكم إن تسألوا الشاة تشهد
اپنی بہن سے اس کے برتن اور بکری کے متعلق سوال کرو۔ گراس کی بکری سے بھی سوال کرو گے تو وہ بھی گواہی
دے گی۔

دعاها بشاة حائل فتحلبت له بصريح ضرة الشاة مزبد

(23) السيرة النبوية، ج 2، ص 132

(24) (الجزري، ابن الاثير، عز الدين، الكامل في التاريخ، تحقيق: عبد الله القاضي، بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، 1407 هـ، ج 2، ص 7

(25) الطبري، محمد بن جرير، ابو جعفر، تاريخ الطبري "تاريخ الرسل و الملوك، تحقيق: محمد ابو الفضل ابراهيم، الطبعة الثالثة، القاهرة: دار المعارف بمصر، 1119، ج 2 ص 380

() انساب الاشراف، ج 1، ص 26، 31

() الاصبهاني، اسماعيل محمد بن الفضل، دلائل النبوة، الرياض: دار العاصمة، 1416 هـ، ص 521 - 523²⁷

آپ ﷺ نے اس کی بکری بلائی۔ پھر آپ ﷺ کے لئے اس کی کھیری سے مکھن آمیز دودھ نکالا گیا۔
 فغادرها رهنًا لذيها بحالب يردها في مصدر ثم مورد
 آپ ﷺ نے اس بکری کو اس مالک کے لئے باقی رکھا۔ وہ شخص بکریوں کو کبھی چراگاہ پر اور کبھی گھر سے لے کر
 جاتا تھا۔⁽²⁸⁾

دوسرے شعر " سلوا أختكم ---- میں جن نے حضور ﷺ کے اس معروف معجزہ کا ذکر کیا ہے کہ آپ کے دستِ اقدس پر جانور بھی
 گواہی دیتے ہیں اور بول پڑتے ہیں۔ آپ ﷺ کا ام معبد کی بانجھ بکری سے دودھ دوہنا اور پھر لوگوں کا سیراب ہو کر پینا ایسا معجزہ ہے جس
 کی کوئی نظیر نہیں۔

ابن سعد نے الطبقات الکبریٰ میں ان میں سے چھ اشعار بیان کئے ہیں۔²⁹

جن کے جواب میں حضرت حسان کا قصیدہ:

حضرت حسان بن ثابت کو شاعر رسول کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ پہلے شاعر ہیں جنہوں نے اسلام اور بانی اسلام ﷺ کا دفاع اپنی
 نعتیہ شاعری کے ذریعے کیا۔ کفار مکہ جب آنحضور ﷺ کا ذات گرامی اور صحابہ کرام کے بارے میں ہجو بیان کرتے تو حضرت حسان ہی ان
 کی بدزبانی کا جواب نعتیہ اشعار کی صورت میں دیتے اور رسول ان اشعار کو پسند فرماتے۔ روایت ہے کہ حضرت حسان بن ثابت کے اشعار
 سننے کے لئے مسجد نبویٰ میں منبر کا انتظام کیا جاتا تھا اور حضرت حسان اس پر بیٹھ کر اشعار سناتے تھے۔

آنحضور ﷺ نے ایک موقع پر حضرت حسان کے اشعار سن کر ان کے لئے دعا فرمائی: اللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ⁽³⁰⁾

”اے اللہ! جبریل کے ذریعے سے حسان کی مدد فرما۔“

جبل ابی قیس پر کہے گئے جن کے اشعار کے جواب میں حضرت حسان نے بحر طویل میں جو نعتیہ قصیدہ کہا، اس کے آٹھ اشعار علامہ سیہلی
 نے نقل کئے ہیں، چند اشعار ملاحظہ ہوں:

لقد خاب قوم عنهم نبیہم وقد سر من يسري إليهم ويغندي
 وہ قوم خسارے میں ہو گئی جس کے شہر سے نبی مکرم ﷺ تشریف لے گئے اور جس قوم کی طرف آپ ﷺ
 تشریف فرما ہوئے وہ تمام سعادتوں کی امین بن گئی۔
 ترحل عن قوم فضلت عقولهم وحل على قوم بنور مجدد

(28) الروض الانف، ج 2، ص 7

(29) الطبقات الكبرى، ج 1، ص 198

(30) البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، نور محمد، کراچی: اصح المطابع و کارخانہ تجارت، الطبعة

الثانية، 1381ھ/1961ء کتاب الادب، باب هجاء المشركين، ج 2، ص 902

آپ ﷺ ایسی قوم سے سفر فرما ہوئے جن کی عقلیں گمراہ ہو چکی تھیں اور ایک تاباں نور کے ساتھ دوسری قوم میں جلوہ نما ہو گئے۔⁽³¹⁾

ابن سعد نے الطبقات الکبریٰ میں یہ اشعار کچھ فرق سے بیان کئے ہیں۔³²

دیوان حسان میں بھی پہلے شعر کے الفاظ میں کچھ فرق سے یہ اشعار موجود ہیں۔³³

ابن اسحاق کہتے ہیں، حضرت اسماء بنت بکر فرماتی ہیں: جب ہم نے اس جن کے اشعار سنے تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ حضور ﷺ مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہیں۔ یہ قافلہ چار افراد پر مشتمل تھا۔ 1- حضور ﷺ، 2- حضرت ابو بکر، حضرت عامر بن نضیر 4- عبد اللہ بن ارقط۔ (ابن ہشام نے اسے عبد اللہ بن اریط کہا ہے۔)⁽³⁴⁾

سراقہ بن مالک الکنانی کا حضور ﷺ کا پیچھا کرنے کے متعلق حضرت ابو بکر کے اشعار:

سراقہ بن مالک بن جشم المدلجی الکنانی ایک شاعر صحابی تھے۔ وہ قُدی کے رہنے والے تھے۔ احادیث کی کتب میں ان سے انیس (19) احادیث مروی ہیں۔ وہ قیافہ شناسی اور فراست (چہرہ شناسی) میں ماہر تھے۔ ابوسفیان (معاویہ کے والد) نے انہیں حکم دیا کہ جب رسول اللہ ﷺ ابو بکر صدیق کے ساتھ غار کی طرف روانہ ہوئے، تو وہ ان کے نشانات قدم کا پیچھا کریں۔ سراقہ رضی اللہ عنہ غزوہ طائف کے بعد، ۸ ہجری میں اسلام لے آئے۔³⁵

ابن ہشام نے حضرت سراقہ کی زبانی وہ واقعہ بیان کیا ہے جب انہوں نے حضور ﷺ کا پیچھا کیا لیکن جب آپ ﷺ کے قافلے کو پایا تو ان کے گھوڑے کو ٹھوکر لگی اور اس کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ تب انہیں یقین ہو گیا کہ وہ آپ ﷺ کو نہیں پکڑ سکتے۔ اس موقع پر انہوں نے حضور ﷺ سے درخواست کی تھی کہ وہ انہیں ایک ایسی تحریر لکھ کر دیں جو ان کے درمیان نشانی ہو۔ آپ ﷺ کے حکم پر حضرت ابو بکر نے تحریر لکھ کر دے دی۔ پھر انہوں نے واپسی کی راہ لی اور کسی سے اس واقعے کا ذکر نہ کیا۔⁽³⁶⁾

ابن ہشام نے حضور ﷺ اور ابو بکر صدیق کے غارِ ثور میں قیام کا تمام واقعہ تفصیلاً بیان کیا ہے لیکن واقعہ سے متعلق اشعار کا تذکرہ نہیں کیا۔ جبکہ علامہ سہیلی نے حضرت ابو بکر کے قصیدہ راسیہ کے بیس اشعار نقل کئے ہیں جو انہوں نے غار کی ایمان افروز داستان کے متعلق کہے تھے۔ اس قصیدے میں اس واقعہ سے متعلق اشعار بھی ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

حتى إذا قلت : قد أنجدن عارضها من مدلج فارس في منصب وار

حتی کہ جب میں نے کہا کہ یہ اونٹنیاں بلند ہو گئی ہیں تو بنو مدلج کے ایک تیز رفتار شہسوار نے آیا۔

(31) الروض الانف، ج 2، ص 8

() ابن سعد، محمد، الطبقات الکبریٰ، بیروت: دار المعرفۃ، ص 199³²

() دیوان حسان بن ثابت، شرح و کتب ہوامشہ و قدم لہ: الاستاذ عبد، مہنا، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیۃ، الطبعة

الثانیۃ: 1414ھ - 1993ء، دیوان حسان بن ثابت، ص 59

(34) السیرۃ النبویۃ، ج 2، ص 133

(35) معجم الشعراء المخضرمین و الامویین، اعداد: الدكتورۃ عزیزہ فوال بابتی، بیروت، لبنان، دار صادر، 1963م، ص 185

(36) السیرۃ النبویۃ، ج 2، ص 134-135

فقال كزوا فقلت : إن كرتنا من دونها لك نصر الخالق الباري
اس سوار نے کہا لوٹو۔ میں نے کہا ہمارا لوٹنا ایک اور انداز کا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد ہے۔
أن يخسف الأرض بالأحوى وفارسه فانظر إلى أربع في الأرض عوار
کہ وہ تیز رفتار گھوڑے اور اس کے شہسوار کو زمین دھنسا دے۔ ذرا نشیبی موسم بہار والی زمین کو دیکھو۔
فهيل لما رأى أرساغ مقربه قد سخن في الأرض لم يحفر بمحفار
جب اس نے اپنے گھوڑے کے سم دیکھے کہ وہ زمین میں دھنس چکے تھے اور زمین کو کسی آلے کے ساتھ کھودا بھی
نہیں گیا تو خوفزدہ ہو گیا۔

فقال هل لكم أن تطلقوا فرسي وتأخذوا موثقي في نصح أسرار
اس نے کہا کیا تم میرے گھوڑے کو آزاد کر سکتے ہو اور پر غلوص اسرار میں سے مجھے ایک عہد نامہ دے سکتے ہو۔
وأصرف الحي عنكم إن لقيتهم وأن أعور منهم عين عوار
اگر میں قبیلہ کے لوگوں سے ملا تو میں انہیں تم سے دور لے جاؤں گا اور ان بند آنکھوں کو بند ہی رہنے دوں گا۔
آخری شعر ہے:

فأظهر الله إذ يدعو حوافره وفاز فارسه من هول أخطار
جب آپ ﷺ نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے سموں کو آزاد کر دیا اور اس کا سوار ہلاکت سے نجات پا گیا۔⁽³⁷⁾
یہ اشعار دیوان ابی بکر میں بھی اسی طرح نقل کئے گئے ہیں۔³⁸

علامہ سیہلی نے اس رائے میں ابن ہشام کی تائید کی ہے اور کہا ہے کہ منکرین کے اس قول کی صحت کی شہادت اس روایت سے بھی ہوتی ہے
جسے امام عبد الرزاق نے معمر سے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے
فرمایا: "وہ شخص جھوٹا ہے جو تمہیں یہ خبر دے کہ حضرت ابو بکر نے حالت اسلام میں ایک شعر بھی کہا ہو۔"⁽³⁹⁾
سراقہ بن مالک کے اشعار:

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ جب قریش مکہ نے حضور ﷺ کو پکڑنے والے کے لئے ایک سواونٹ انعام مقرر کیا۔ سراقہ نے اپنے
تیروں سے فال گیری کی۔ بالآخر وہ حضور ﷺ کو پکڑنے میں ناکام رہے۔ ابن اسحاق کے علاوہ دیگر سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ جب
سراقہ بے نیل مراد واپس آئے تو ابو جہل نے انہیں ملامت کی، اس وقت انہوں نے جو اشعار کہے ان میں سے چار اشعار علامہ سیہلی نے
نقل کئے ہیں، ملاحظہ ہوں:

حتى إذا قلت: قد أنجدن عارضه من مدلج فارس في منصب وار
اے ابو جہل! کاش تو اس حیرت افزا منظر کو دیکھ لیتا جب میرے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے تھے۔

(37) الروض الانف، ج 2، ص 7

() دیوان ابی بکر الصدیق، حققه و شرحه: راجی الاسمر، بیروت: دار صادر، 2007م، ص 53 تا 56³⁸

(39) الروض الانف، ج 2، ص 56

علمت ولم تشكك بأن محمداً رسول ببرهان فمن ذا يقاومه (40)

تو تو جان لیتا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جو واضح برہان کے ساتھ تشریف لائے ہیں، آپ ﷺ کا مقابلہ کون کر سکتا ہے؟

غارِ ثور میں قیام اور ہجرت کے واقعات سے متعلق حضرت ابو بکرؓ کے اشعار:

علامہ سہیلی نے حضرت ابو بکر کے قصیدہ رائیہ کے بیس اشعار نقل کئے ہیں جو انہوں نے غار کی ایمان افروز داستان کے متعلق کہے تھے۔ ان اشعار میں اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور عبد اللہ بن اریقظ کی راستے پر راہنمائی کا ذکر ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں

قال النبي ولم يزل يوقرني ونحن في سدف من ظلمة الغار
حضور ﷺ نے مجھے فرمایا، جب تک ہم غار کے اندھیرے کی ظلمت میں رہے آپ ﷺ مسلسل محبت الہی میں اضافہ فرماتے رہے۔ (41)

ارشاد باری تعالیٰ "لا تحزن ان الله معنا" کی تاویل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لا تخش شيئاً ؛ فإن الله ثالثنا وقد توكل لي منه بإظهار

کسی چیز سے خوف نہ کرو ہمارے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے اس نے میرے ساتھ غلبہ کا وعدہ کیا ہے۔

مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہونے کے حوالے سے جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ بیان کرتے ہیں:

وهاجر أرضهم حتى يكون لنا قوم عليهم ذوو أنصار

تم ان کی زمین سے ہجرت کر جاؤ گے حتیٰ کہ ہمیں ایسی قوم ملے گی جو معزز اور ہماری مددگار ہوگی۔

عبد اللہ بن اریقظ جسے حضرت ابو بکر نے راستہ کے راہنما کے طور پر اجرت دے کر ساتھ لیا تھا ان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

سار الأريقظ يهدينا وأينقه ينعين بالقرم نعباً تحت أكوار

اریقظ ہماری راہنمائی کرنے لگا اور اس کی اونٹنیاں کچاؤوں کے نیچے تیزی سے چلنے لگیں۔ (42)

ڈاکٹر ابو سفیان اصلاحی اپنے آرٹیکل "سیرت ابن ہشام کے کچھ سیرتی مباحث۔ اشعار کی روشنی

میں" ہجرت مدینہ کے بارے میں جن کے نعتیہ اشعار :- خیر الله رب الناس خیر جزاء رفیقین

حلا خیمتی ام معبد (رب الناس ان دونوں دوستوں کو اپنی جانب سے بہترین جزاء دے جو ام معبد کے خیمے میں اترے)

کو نقل کرنے کے بعد حضرت ابو بکر کی اس خوبصورت رفاقت کا ذکر یوں کرتے ہیں:

"مذکورہ اشعار میں رسالت محمدی کے تقدس و تبرک کو پیش کیا گیا ہے۔ اس ذات اقدس سے جو کوئی وابستہ ہو جائے کامیابی اس کی تقدیر کا

حصہ بن جاتی ہے۔ عہد حاضر میں رفاقت کی شکل یہ ہے کہ سیرت نبوی کو اپنا معیار و محور بنایا جائے اور ہر میدان میں میزان نبوی مقصود

(40) ایضاً، ص 6

(41) الروض الانف، ج 2، ص 7

(42) الروض الانف، ج 2، ص 7

و مطلوب ہو۔ یہی رفاقت نبوی اخروی الجھنوں سے نجات کا باعث ہوگی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت نبوی کو اللہ نے اس قدر پسند کیا کہ اسے اپنی کتاب میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا گیا یہ رفاقت ابو بکر تمام دنیاوی رفاقتوں پر بھاری ہے۔ جس کا ذکر سورہ توبہ میں یوں کیا گیا ہے: الا تنصروه فقد نصره اللہ اذ اخرجہ الذین کفرو ثانی اثینین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔ (التوبہ ۴۰/۹)

مزید لکھتے ہیں:

"یہ رفاقت تمام مادی آلائشوں سے پاک و صاف ہے۔ ہم اپنی رفاقت کا جائزہ لیں کہ کیا سرور کائنات کے تئیں اس میں صداقت اور اخلاص ہے۔ رفاقت محمدی کے توسط سے ہم مناصب اور شہرت و عظمت کے خواستگار تو نہیں؟ آج اسی رفاقت کے حوالے سے سیرت اور دولت کمائی جا رہی ہے۔ گویا نعت گوئی اور نعت خوانی حصول مادیت کا ذریعہ بن چکی ہیں۔ پاکستانی خواتین اس نعت خوانی کے توسط سے اپنے حسن و جمال کا مظاہرہ کرتی ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم اس حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باوجود بھی ذلت و حقارت کی زد پر ہیں۔"⁴³

ہجرت کا راستہ:

ابن اسحاق نے ہجرت کا راستہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کا قافلہ "ثنیۃ المرہ" کے علاقے میں پہنچا پھر "لقف" میں سے گزرا۔ جبکہ ابن ہشام نے اس جگہ کا نام "لفت" بیان کیا ہے انہوں نے معقل بن خویلد الہمدانی کے شعر سے استشہاد کیا ہے:

نزيعا محلبا من اهل لفت لحي بين اثلة والنجم

وہ وطن کا مشتاق ہے اور اجنبی مددگار ہے جس کا تعلق اہل لفت سے ہے وہ قبیلہ جو اثلثہ اور نجام کے درمیان ہے۔⁽⁴⁴⁾

علامہ سہیلی کہتے ہیں کہ ابو بکر نے اس سے پہلے یہ شعر پڑھا ہے:

لعمرك ما خشيت ، وقد بلغنا جبال الجوز من بلد تھام

تیری زندگی کی قسم! میں ڈرا نہیں، اور ہم سرزمین تھامہ کے جوز کے پہاڑوں کے پاس پہنچ چکے ہیں۔⁽⁴⁵⁾

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر عبد اللہ بن اریقظ انہیں لے کر مدینہ "لقف" سے پھر مدینہ "مجاج" سے گزرے۔

ابن ہشام کے مطابق اس جگہ کا نام "مجاج" ہے۔⁽⁴⁶⁾

() سیرت ابن ہشام کے کچھ سیرتی مباحث۔ اشعار کی روشنی میں، دبستان نعت، شمارہ 2، ص 65⁴³

(44) السیرہ النبویة، ج 2، ص 136

(45) الروض الانف، ج 2، ص 9

(46) السیرہ النبویة، ج 2، ص 136

علامہ سیہلی کہتے ہیں کہ ابن ہشام نے اسے "مجاج" پڑھا ہے لیکن محمد بن عروہ بن زبیر کے ان اشعار سے ابن اسحاق کی تائید ہوتی ہے، انہوں نے "مجاج پڑھا" ہے، جمیم کے بعد جاء مہملہ، اشعار ملاحظہ ہوں:

لعن الله بطن لقف مسيلا ومجاجاً وما أحب مجاحا

اللہ تعالیٰ لقف کی وادی پر لعنت برسائے، وہاں ایک تکلیف دہ گزر گاہ ہے اور میں "مجاج" کو بھی ناپسند کرتا ہوں۔

لقیت ناقتي به وبلقف بلداً مجدبا وأرضا شحاحا

میری اونٹنی نے وہاں اور لقف کے پاس ایک قحط زدہ شہر اور بنجر زمین دیکھی۔⁽⁴⁷⁾

سیرت نبوی ﷺ اسلامی تاریخ، ادب، ثقافت اور تہذیب کا بنیادی ستون ہے۔ واقعہ ہجرت مدینہ نہ صرف سیرت طیبہ کا اہم باب ہے بلکہ اسلامی تاریخ کا نقطہ آغاز بھی شمار ہوتا ہے۔ اس واقعہ کی مستند تفصیلات میں روایت، درایت، اور ادب تینوں کو استعمال کیا گیا ہے۔ عربی شاعری، جو عرب معاشرت کا آئینہ تھی، سیرت نگاروں کے لیے نہایت اہم ذریعہ بنی۔ ابن اسحاق، ابن ہشام، بلاذری، واقدی اور طبری جیسے مورخین نے ہجرت کے بیان میں مختلف اشعار کو بطور استشہاد ذکر کیا ہے۔